ابو عبیدہ جان محمد

40 سال کی دہلیز پر

کیا آپ 40 سال کے ہو گئے ہیں یا قریب قریب ہیں؟

تو پھر جانئے! یہ عمر کا وہ حصہ ہے جس میں قرآن مجید نے آپ کو ایک خاص نصیحت کی ہے اور وہ نصیحت ایک خوبصورت دعا کے ضمن میں سمجھائی ہے، وہ دعا یہ ہے:

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (الاحقاف:15)

"حتیٰ کہ جب وہ (بچہ) انسان اپنی پوری قوت اور 40 سال کی عمر کو پہنچ گیا تو کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہوں اور میرے لئے میری اولاد کی اصلاح فرما دے، بے شک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

40 سال کی عمر انسان کی زندگی کا ایک اہم موڑ ہے، اس میں یہ خاص دعا بہت اہمیت کی حامل ہے، اس میں سابقہ زندگی کا تجزیہ اور آئندہ کے اہداف کا بڑی لطافت سے تذکرہ ہوا ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جسکی عمر 40 سال ہو چکی ہے اسے کثرت سے یہ دعا مانگنی چاہیئے"۔ (فتح القدیر، تحت الآیۃ)

چالیسویں سال کی خصوصیت:

اس عمر میں انسان باشعور، بردبار ہو جاتا ہے، عالم شباب اور اسکی حشر سامانیاں رخصت ہونے کو ہوتی ہیں، جذباتیت، تیزی اور جنونی کیفیت رو بہ رخصتی نظر آتی ہے اور اوسط عمر (یعنی 60 سے 70 سال) کا نصف سے زائد حصہ گزر چکا ہوتا ہے، یہ قوت اور جوانی کے ڈھلنے کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے، عہد طفولیت، لڑکپن اور عالم شباب کے مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے اب عہد کہولیت (بڑھاپے سے پہلے) کے دور میں داخل ہوتا ہے، زندگی کے اس سفر میں تجربات و مشاہدات بھی خاصے ہو چکے ہوتے ہیں اور خام خیالیاں بھی ہوا ہو چکی ہوتی ہیں۔

☆ 40 سال کی عمر میں عموماً سفید بال آنا شروع ہوتے ہیں، یہ وہ دور ہوتا ہے جب پہلی بار کسی کم عمر، نو عمر غیر رشتہ دار کی طرف سے "چچا" (انکل) یا خواتین کیلئے "خالہ یا آنٹی" کا لفظ کانوں سے ٹکراتا ہے، کئی لوگ تو سفید بالوں کی وجہ سے حاصل ہونے والی توقیر کے بجائے سفید بالوں کو ہی تلف کرنا شروع کر دیتے ہیں یا انہیں دوبارہ سیاہ کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں اور کئی لوگ اس اعزاز کو بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بالوں کو نوچنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داود:4202)

اسی طرح سفید بالوں کو سیاہ (کالا) کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داود:4512)

ہاں لیکن سیاہ خضاب سے بچ کر براؤن کلر کا شیڈ دیا جا سکتا ہے۔ فطرت سے محاذ آرائی کر کے بھی بھلا کسی نے سکھ پایا ہے؟ بالوں کو سیاہ کرنے سے عمر کیسے چھپ سکتی ہے؟

☆ 40 کی عمر میں انسان زندگی کے مختلف مراحل کا مشاہدہ کر چکا ہوتا ہے، یوں سمجھیں کہ چالیس (40) سالہ انسان، خواہ مرد ہو یا عورت، ایک پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑا ہے، ایک طرف اسکا وہ دور ہے جو وہ گزار کر اس چوٹی پہ پہنچا ہے اور دوسری طرف وہ دور ہے جس میں دوبارہ نیچے کی طرف جانا ہے۔

CS CamScanner

دوسری طرف اترنے والا یہ دور گزرتا بھی بہت جلدی ہے، بالکل ایسے جیسے انسان کسی ڈھلان سے نیچے کی طرف تیزی سے اترتا ہے، مگر یہ نیچے یا کمزوری کی طرف جانا جسم کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے اور عزم وہمت کے اعتبار سے بھی، بعض لوگ زندگی کے 40 سال شاندار طریقے سے گزارنے کے بعد اس دورانیے میں عزت و وقار کے جھنڈے گاڑتے نظر آتے ہیں اور بعض لوگ اس عمر میں بھی سب وشتم اور لعن طعن کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔ گویا عمر کا چالیسواں سال اس فصل کے کٹنے کا نقطہ آغاز ہے جواب تک بوئی گئی ہے۔

☆ 40 سال کی عمر ایسی عمر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وضاحت کرتے ہیں کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی نبوت 40 سال کی عمر میں ملی۔ امام شوکانی فرماتے ہیں:

"ارباب تفسیر کا کہنا ہے کہ کسی بھی نبی کو 40 سال سے پہلے نبوت نہیں ملی"۔ اس سے بھی 40 سال کی عمر کی اہمیت واضح ہوتی ہیں۔

☆ 40 سال سے قبل کی غلطیاں اور کوتاہیاں اس قدر بڑی شمار نہیں ہوتیں مگر 40 کے بعد اگر غلطی اور کوتاہی سرزد ہوتو ہر طرف سے سخت محاسبہ ہوتا ہے، اپنے پرائے سب یہی کہتے ہیں کہ اب اس سے اور کتنا بڑا گناہ ہونا ہے، یہ کوئی بچہ تو نہیں ہے، اسے کب عقل آنی ہے!!

☆ 40 سال کی عمر میں اپنے والدین کی اہمیت اجاگر ہوکر سامنے آتی ہے کیونکہ اب رفتہ رفتہ اس 40 سالہ انسان کو کسی سہارے کی اور کسی سے معاملات شیئر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اب یہ چالیس 40 سالہ شخص والدین کا مزید خیال رکھنے لگتا ہے اسے اندازہ ہوتا ہے جس طرح میں کسی آسرے کا متلاشی ہوں میرے والدین بھی کچھ اسی طرح چاہتے ہوں گے، اس لئے مذکورہ دعا میں والدین کا تذکرہ موجود ہے۔

اگر آیت مبارکہ پر غور کریں تو اشارہ موجود ہے کہ 40 سال سے پہلے اور بعد کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے محاسبہ کا کچھ فرق رکھا ہے ورنہ "وبلغ اربعین سنة" کہنے کی ضرورت نہ تھی، مگر اس کے ساتھ ساتھ اگلی ہی آیت میں 40 سال کے بعد عمل کرنے والوں کے عمل کی قبولیت کا وعدہ بھی ہے۔

ایک نکتہ:

زندگی کے سالوں کا اعتبار ہم اپنے ہاں رائج شمسی مہینوں جنوری، فروری کے مطابق کرتے ہیں مگر قرآن مجید کی روشنی میں عمر کا اعتبار قمری مہینوں سے کیا جاتا ہے، قمری مہینے کے حساب سے سال 355 یا 356 دن کا ہوتا ہے اور شمسی حساب سے 365 دن کا ہوتا ہے تو اس طرح جب ہم شمسی مہینوں کے اعتبار سے 38.9 برس کے ہو جاتے ہیں تو سمجھ لیں قرآن کی نظر میں ہم 40 سال کے ہو گئے۔

"حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَبَلَغَ أَرۡبَعِينَ سَنَةً" یہاں پر اللہ تعالیٰ نے والدین کا حق پہچاننے کے اعتبار سے دوقسم کے آدمیوں کا ذکر فرمایا، اس آیت میں اس آدمی کا ذکر ہے جو اپنی جوانی کو پہنچتا ہے تو اپنے والدین کا حق پہچانتا ہے اور یہ پہچان اسے اپنے اصل مالک اور مربی کی پہچان اور اس کا شکرادا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اس سلسلے میں چالیس سال کی عمر کا ذکر بلوغت کی آخری حد کے طور پہ فرمایا ہے کیونکہ اس عمر میں آدمی کی قوتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں، اس کے بعد انحطاط کا دور شروع ہوجاتا ہے، اس آیت میں ہر جوان کو عموماً اور چالیس برس والے کو خصوصاً خبردار کیا گیا ہے کہ اسے چاہیئے کہ اپنے اور اپنے والدین پر اپنے رب کی نعمتوں کا شکرادا کرنے کیلئے اللہ سے توفیق مانگتا رہے کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر کوئی نیکی نہیں ہوسکتی اور ساتھ ہی اپنی اولاد کی اصلاح کرتا رہے۔

"وَأَنۡ أَعۡمَلَ صَٰلِحٗا تَرۡضَىٰهُ" عمل اگرچہ وہی صالح ہوتا ہے جو

CS CamScanner

اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اخلاص کے ساتھ نبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہو مگر نمود و نمائش اور ریاکاری سے پاک ہونے کی اہمیت ظاہر کرنے کیلئے اس کا الگ سے ذکر بھی فرمایا۔ یعنی اے اللہ ! تو مجھے ایسے عمل کی توفیق دے جو ظاہر میں درست یعنی تیری کتاب اور تیرے پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔

"وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي" اس دعا میں دو الفاظ قابل غور ہیں، ایک "لی" اور دوسرا "فی" "وَأَصْلِحْ لِي" یعنی میرے لیے اصلاح فرمادے، کا مطلب یہ ہے کہ میری اولاد کی ایسی اصلاح فرما جس کا فائدہ مجھے بھی حاصل ہو۔ "فِي ذُرِّيَّتِي" کے بجائے یہاں بظاہر "وَأَصْلِحْ لِي ذُرِّيَّتِي" بھی کافی تھا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: "وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ" (الانبیاء: 90) "اور ہم نے اس کیلئے اسکی بیوی کی اصلاح فرمادی" مگر یہاں "فی" لانے کا مطلب یہ ہے کہ میری اولاد میں اصلاح کا عمل جاری و ساری فرمادے جو آگے تک چلتا رہے۔

"إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ" یعنی میں اپنی جوانی کی سرکشی، جہالت اور تیری ہر قسم کی نافرمانی سے باز آیا اور میں تیرے مکمل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خصوصی اہتمام کے ساتھ چالیس (40) برس کی عمر میں اور اس کے بعد بھی توبہ کی تجدید کرتے رہنا چاہیئے۔

آخری بات:

یہ دعا اولاد کی اصلاح کیلئے اکسیر ہے، اللہ تعالیٰ نے خود اسکی تعلیم دی ہے اور یہ مقبول دعاؤں میں سے ہے کیونکہ اگلی آیت پہ غور کریں تو یہ اشارہ ملتا ہے کہ جو لوگ 40 سال کی عمر میں رجوع الی اللہ کا آغاز کر دیتے ہیں ان کا خاتمہ اچھا ہی ہوتا ہے اور وہ جنت کے حقدار ٹھہرتے ہیں، آیت مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں:

أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ. (الاحقاف: 16)

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم قبول کریں گے اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر کریں گے جنت والوں میں ہونگے۔"

توبہ کے بعد عمل کی قبولیت و درگزر اور جنت میں پہنچانے کا وعدہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس عمر میں کی ہوئی توبہ کی بہت اہمیت ہے۔

اس لئے کسی صاحبِ اولاد کو خصوصاً جو چالیس سال یا اس سے اوپر ہو، اسے اس دعا سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ تفسیر قرطبی میں ہے کہ:

"مالک بن مخول نے طلحہ بن مصرف کے پاس اپنے بیٹے کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا اس کیلئے اس دعا سے مدد حاصل کرو۔"

(قرطبی، 16/ 195)

بقیہ: کیا حدیث وحی نہیں؟

مقام نبوت محفوظ ہو جائے تو سنت کو بھی ان شاء اللہ کوئی خطرہ نہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ سنت اسی پیغمبر کے اعمال شریعہ کا نام ہے جس نے آپ کے لیے قرآن کو محفوظ فرمایا۔۔!

اور اگر ان کی ان موشگافیوں اور مظنون خطرات سے مقام نبوت نہ بچ سکا تو نہ قرآن کے لیے کوئی پناہ گاہ باقی رہے گی نہ اسلام اور ایمان کے لیے کوئی ماخذ، اور نہ آپ کی آزادیوں کے لیے کوئی رکاوٹ۔۔! (مقالاتِ حدیث، صفحہ 91-92)

مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے بجا فرمایا کہ منکرینِ احادیث کے احادیث پر الزامات و شبہات سے کچھ بھی ثابت و حاصل نہ ہوگا سوائے خواہش نفس کی اتباع کے۔

اللہ تعالیٰ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(جاری ہے- مزید آئندہ)